السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں، علمائے کرام کہ ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ یا دوسرے بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرنا مثلاً یا بھیکھ یا مجد دیہ موجب ثواب ہے یا موجب کفر یا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور ایسے وظائف کو جائز کہنے والے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں اور ایسے وظائف کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے یا حق پر ہے ''کتب تفاسیر احادیث صحیحہ اور فقہ معتبرہ سے فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

غائب کو پکارنے سے کئی طرح پر شرک لازم آتا ہے اولاً یہ صفت علم میں شرک ہے، دوم یہ صفت تصرف میں شرک ہے اور یہ دونوں چیزیں عبادت سے تعلق رکھتی ہیں، سوم شرک فی العادت ہے۔

پہلی اور دوسری وجہ کی تشریح اس طرح ہے کہ دور و نزدیک، ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا علمی احاطہ کرنا، اور تمام پکارنے والوں کی دعاؤں کو سننا خواہ وہ کسی زبان میں ہوں اور بیک وقت لاکھوں کروڑوں آوازوں کو سننا اور سمجھنا یہ صرف خدا تعالیٰ کا خاصا ہے، کوئی بھی مخلوقات میں سے اس صفت میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے اور اسی طرح تمام امور میں تصرف کرنا، کسی کو نفع و نقصان پہنچانا یہ بھی خدا کا خاصہ ہے اور شرک کے اصول تین ہیں، یا ذات خداوندی میں شرک ہوگا یا عبادت میں یا صفات میں اور ان تمام پہلوؤں میں کوئی بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کی شریک نہیں ہے اور غیب کا جاننا بھی اسی کی صفت اور خاصہ ہے، اس کو بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قرآن مجید میں ہے، ''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' آلایة اور فرمایا، ''آپ کہہ دیں اللہ کے سوا زمین اور آسمان میں کوئی غیب نہیں جانتا'' ہاں اگر وہ کسی کو اطلاع دے دے تو ہو جاتی ہے ورنہ نہیں، آنحضرت ﷺ تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ ''آپ کہہ دیں میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ چاہے اور فرمایا ''اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سے بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ایمانداروں کے لیے ایک ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔''

کلبی نے کہا کہ مکہ والوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا، اے محمد (ﷺ) تجھے تیرا رب سستے نرخ کی اطلاع کیوں نہیں دیتا کہ تجھے فائدہ ہو جایا کرے یا قحط سالی کی خبر کیوں نہیں دے دیتا کہ تو کسی سرزمین شاداب میں چلا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، ولو کنت اعلم الغیب الآیة اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسے امور ہیں جو دین کی کامیابی میں معاون ہوں کہ آپ ایسے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے جن پر اسلام کی تعظیم اثر کرتی اور ایسے اشخاص پر توجہ نہ کرتے جن کی قسمت میں مسلمان ہونا نہیں تھا۔

اور آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ نہیں جانتا کہ میرے متعلق تقدیر خداوندی نے کیا فیصلہ کر رکھا ہے'' اور اس سے بھوک، پیاس، صحت، بیماری وغیرہ دنیوی اور بھی مراد ہیں، کیونکہ آخرت کے متعلق تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے متعلق کامیابی کی اطلاع دے چکے ہیں، حنفیہ نے ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے ہیں کیونکہ یہ عقیدہ اس آیت قرآنی کے مخالف ہے، ''قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ'' آلایة، شیخ ابن الہمام کے مسامرہ اور ملا علی قاری کی منح الازہر شرح فقہ اکبر میں بھی اسی طرح اور خانیہ اور خلاصہ میں ہے، اگر کوئی آدمی اللہ و رسول کی شہادت سے نکاح کرے تو وہ نکاح درست نہیں ہوگا اور نکاح کرنے والا کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔

سورہ مزمل کی تفسیر میں شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ ''جس کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو، اس میں دو چیزوں کا ہونا نہایت ضروری ہے ایک تو یہ کہ وہ دور و نزدیک سے ذاکر کے اعمال قلبیہ و لسانیہ سے واقف ہو، جو مختلف زبانوں میں اس کی پکار کا مطلب سمجھتا ہو اور دوسری یہ کہ ہر وقت اس کے قریب ہو، تاکہ بروقت اس کی مدد کر سکے اور یہ دونو ںصفتیں خدا تعالیٰ کا خاصہ ہیں کسی بھی مخلوق کو حاصل نہیں ہیں، ہاں بعض جاہل لوگ اپنے پیروں کے متعلق پہلی صفت ثابت کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ اور یا بھیکھ وغیرہ وظائف کرنا ناجائز ہے اور اس میں شرک کرنا لازم آتا ہے کیونکہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کے سوا مخلوق میں ثابت کیا گیا ہے جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ مشرک ہے، خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے، وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون آلایة

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ یا تو پتھر وغیرہ ہیں، وہ تو کچھ سن ہی نہیں سکتے اور یا پھر خدا کے نیک بندے ہیں اور وہ اپنے حال میں مشغول ہیں، ان کو دوسروں کی خبر ہی نہیں۔

علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں فرمایا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کہ میت نہیں سن سکتی اور اس مضمون سے فقہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں، چنانچہ ہدایہ کے محشی علامہ محمود عینی نے بالآخر لکھا کسی کو بھی خدا تعالیٰ کے سوا پکارنا اور اس سے حاجت طلب کرنا درست نہیں ہے کیونکہ پکارنے کا مطلب ہوتا ہے، سنانا اور میت سننے کی اہل ہی نہیں ہے کیا تم قرآن مجید کی آیت پر غور نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا'' اور ''جو قبروں میں چلے گئے تو ان کو سنانے والا نہیں ہے۔

قصہ مختصر ایسا عقیدہ ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ بزرگوں کی روحیں ہمارے حالات سے واقف ہیں اور پھر ان کو پکارے اس سے شرک لازم آتا ہے چنانچہ بزازیہ وغیرہ کتب فقہ میں صاف صاف فتویٰ دیا گیا ہے جو آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ ''مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور ہمارے حالات کو جانتی ہیں، وہ کافر ہے۔

شیخ فخر الدین ابو سعید عثمان بن الجیانی حنفی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں ''جو کہے میت اللہ تعالیٰ کے سوا امور میں تصرف کر سکتی ہے اور یہی عقیدہ رکھے وہ کافر ہے'' بحر الرائق میں بھی ایسا ہی ہے اور رزق کی فراخی، مصیبتوں کے دفعیہ اور اولاد وغیرہ کی طلب کی مد د خدا کے سوائے کسی اور سے مانگنا جائز ہی نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''جب بھی تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ'' پس آنحضرت ﷺ نے اس کو شرط وجزا کے طور پر فرمایا ہے کہ خدا سے مانگ، تو یہ منقول و معقول کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ لازم کے سوا ملزوم کا پایا جانا محال ہے اور آیت ایاک نعبد وایاک نستعین بھی تو یہی مضمون ادا کر رہی ہے۔

اگر کوئی آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ واقعی غیب کی چابیاں تو خدا تعالیٰ کے پاس ہیں، لیکن اس نے اپنے نیک بندوں کے سپر د کر رکھی ہیں، جس کی وجہ سے وہ سنتے اور جانتے ہیں تو اس کے جواب میں تفسیر نیشاپوری کی عبارت کافی ہے، وہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''یہ غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس ہو ہی نہیں سکتیں کیونکہ عقلی طور پر محاط اپنے محیط کا احاطہ نہیں کر سکتا، ایسے ہی واجب کا احاطہ غیر واجب نہیں کر سکتا تو لازمی طور پر یہ چابیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس رہیں گی''

اور شرک فی العادت یہ ہے کہ جیسے یا اللہ یا رحیم یا کریم کہتا ہے ویسے ہی یا علی یا حسین وغیرہ کہنے کی عادت بنا لے خواہ ان کو پکارنا مقصود نہ ہو، اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ اس سے شرک کی بو آتی ہے اور اگر اس نظریہ سے ان کو پکارے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختار بنا دیا ہے اور اپنی رحمت کے خزانے ان کے سپر د کر رکھے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ بھی ان کی مرضی کے بغیر از خود کچھ نہیں کر سکتے، جیسے کہ دنیاوی بادشاہ اپنی حکومت کے بعض شعبے اپنے وزراء میں تقسیم کر دیتے ہیں اور پھر ان کے معاملات میں بادشاہ بھی از خود کچھ دخل نہیں دیتے تاکہ نظام ملکی میں بد نظمی نہ پیدا ہو، ہاں اگر ضروری ہو، تو بادشاہ اپنے کار مختار وزیر سے سفارش کر دے گا کہ یہ کام اس طرح کرو، اگر ایسا ہی عقیدہ خدا کے متعلق رکھ کر خدا تعالیٰ کو ان کے پاس سفارشی بنائے تو یہ خدا تعالیٰ کی شان میں انتہا درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

چنانچہ ایک بدوی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ تکلیف حد سے بڑھ گئی ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ بارش نازل فرمائے اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ جب خدا سے کام ہو تو ہم آپ کو سفارشی بناتے ہیں اور جب آپ سے کام ہو تو خدا تعالیٰ کو آپ کے ہاں سفارشی بناتے ہیں، تو بدوی کے اس کلام سے حضور کا چہرہ متغیر ہو گیا آپ تسبیحات پڑھتے رہے اور پھر فرمایا، تجھ پر نہایت افسوس ہے کہ تو اتنا نہ سمجھ سکا کہ خدا تعالیٰ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں بناتے کیونکہ اس صورت میں اصلی اختیار تو کسی دوسرے کا ہوا اور خداوند تعالیٰ سفارش کرنے کے لیے اس کے پاس گئے تجھے کچھ معلوم بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی شان کیا ہے اس کا عرش آسمانوں کو اپنے گھیرے میں لے رہا ہے اور اس کی عظمت وہیبت سے چرچر کر رہا ہے۔

اور خدا تعالیٰ نے فرمایا، وما قدروا اللہ حق قدرہ پس ایسے کلمات سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے، درمختار میں شرح وہبانیہ کے حوالہ سے لکھا ہے، اگر کوئی اس طرح کہے شیئاً اللہ (کوئی چیز مجھے اللہ کے لیے دے تو وہ بعض کے نزدیک تو کافر ہے اور بعض کے نزدیک اس کے کفر کا خطرہ ہے، ہاں اس طرح کہہ لینا جائز ہے کہ یا الٰہی مجھے بحرمت فلاں یا برکت فلاں یہ چیز عنایت کر دی اور بحق فلاں نہیں کہنا چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے'' بعینہ یہ مضمون ہدایہ اور شرح وقایہ کتب فقہ حنفیہ میں بھی موجود ہے۔ واللہ اعلم۔